معیارِ ادب

"سب رس" سے دو اقتباسات

(۱) "در مدحِ عقل"

عقل ایک ---------- رحمہ نہ ہوتا۔

تشریح:۔

یہ اقتباسات "ملا وجہی" کے سب رس سے لیا گیا ہے
دراصل اس اقتباسات میں ملا وجہی نے انسان کی عقل
کے بارے میں اپنا خیال بتایا ہے۔ کہ عقل انسان
ایک نور ہیں اور روشنی بھی جو دور تک پھیلتی ہے۔
عقل سے ہی انسان سب کچھ پاتا ہیں۔ عقل سے ہی آدمی
انسان کہلاتا ہیں۔ جن کے پاس عقل ہے ہوتی ہیں۔
وہ انسان اللہ کو بھی مان لیتا ہے اگر انسان میں
عقل ہوگی تو اس کے اخلاق بھی اچھے ہونگے وہ بھلائی
اور برائی میں فرق بھی جانتا ہیں۔ انسان کے خود عقل
سے تو وہ ایک دوسرے کو جانتا ہیں۔ اس کے دکھ
اور سکھ کو سمجھتا ہے۔ اس میں میل جول کر دیتا ہیں
عقل سے ہی انسان آگے بڑھتا ہیں عقل سے انسان بادشاہ
یہ وزیر بھی بن سکتا ہیں اور اپنی دھیان اور دولت
بھی ملتی ہیں عقل سے سلطنت کی سلطنت چلتی ہیں۔
خود پالتا ہیں۔ عقل سے ہی خدا نے اپنی قدرت کا
پیغام سب کو بتایا ہیں۔ اگر آدمی میں عقل نہ
ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکے۔

عقل سے ہی انسان بھلائی اور برائی جانتا ہیں۔
عقل ہی انسان کی سب سے بڑی دولت ہیں۔
عقل ہی انسان کی خوبیاں بتاتی ہیں۔
انسان عقل سے ہی ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔
وہ ہر کامیابی سے سوچ جاتے ہیں۔ انسان میں
عقل ہے تو سب کچھ ہے نہیں تو کچھ نہیں۔

Scanned by CamScanner

9/10/17

(2)

"درمذمتِ طمع"

بہت طمع نے .... بھی واز آور

تشریح :-

طمع ایک بڑی چیز ہے۔ طمع سے سب نقصان ہوتے ہیں۔ زیادہ طمع سے انسان کی عزت کو بھی بہت نقصان ہوتا ہے۔ طمع سے انسان اپنا دین بھی گواتا ہے۔ اس کا دین اس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ طمع نے آدمی کو کبھی نہیں بخشا طمع نے آدمی کو عزت سے بھی نکلوا دیا:

پھر ان کو وزمہ میں رہنا پڑا طمع سے انسان کا سر بھی جھک جاتا ہے جب انسان کا سر جھک جاتا طمع سے آدمی لڑائی بھی ہوتی رہتی ہیں۔ طمع سے ہر انسان ہر وقت پریشان رہتا ہیں۔ وہ کبھی بھی اپنی بات کھل وقت پر نہیں کہہ پاتا ہیں۔ وہ ہر وقت دکھی رہتا ہیں۔ طمع سے انسان کی بدبختی بھی ہوتی ہیں۔ انسان یہ سوچتا ہے کہ طمع اس کی برائی ہوگی لیکن انسان نہیں رہتا ہیں۔ بے طمعی سے انسان صاحبِ حال ہوتا ہیں ورنہ طمع سے انسان کو بہت سی پریشانی بھی ہوتی ہیں زیادہ طمع سے انسان ہر وقت پریشان رہتا ہیں۔

Scanned by CamScanner

سیر پہلے درویش کی ۱۸۳

اس سبق میں پہلا درویش اپنی داستان بیان کرتا ہے
کہ میری پیدائش یمن میں ہوئی ہیں۔ میرے والد
ایک بہت بڑے سوداگر تھے۔ میں ان کا اکلوتا
بیٹا میری ایک بہن تھی جس کی شادی میرے والد نے ایک
بڑے تاجر (سوداگر) کے بیٹے سے کی تھی۔ آگے پہلا
درویش یہ بیان کرتا ہیں۔ کہ مجھے میرے والدین
نے بڑے لاڈ پیار سے بڑا کیا، میں جب چودہ برس
کا ہوا تو اچانک ایک ہی سال میں میرے والد
اور والدہ دونوں کا انتقال ہو گیا مجھے بہت
صدمہ ہوا اور آخر کار چہلم کی فاتحہ کے بعد لوگوں
نے مجھے صبر دلا کر باپ کی گدی پر بیٹھنے کو کہا میں نے
جب باپ کی بے انتہائی دولت دیکھی تو میں حیرت میں
پڑ گیا لیکن میں عیش و آرام کی زندگی گزارنے لگا
میرے نوکر چاکر اور دوست شہد میں مکھی کی طرح
میرے پاس جمع ہوئے اور قسم قسم کے پکوان اور کھانا
پینا ناچ گانا شروع ہو گیا جیسے بھی اور جس طرح
سمجھ میں آیا خوب فائدہ اٹھایا میں نے بھی غفلت میں
اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ آخر کار ایک دن ایسا آیا کہ
میرے پاس کچھ بھی روپے، پیسہ نہیں بچا۔ کھانے
کے لیے بھی کچھ نہیں رہا دوست و ساتھی سب کے سب
دور ہو گئے تنگ میں نے سوچا کہ اب میں بھوکا کب
تک رہو گا۔ لیکن باپ کے مرنے کے بعد بہن کی کبھی
خیریت بھی نہیں پوچھی تو جاتے ہوئے بھی شرم محسوس
ہو رہی تھی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔
آخر بہن کے گھر پہنچا اسے سب داستان سنائی۔
بہن نے بلائے لی اور خوب اچھے کپڑے سلوا کر پہنائے
اور ایک خاص گھر رہنے کو دیا۔
بہن کے وہاں ہر طرح کا سودا کے لذیذ کھانے جلوے

Scanned by CamScanner

وظیفے ملتے رہے۔ لیکن ایک بہن نے کہا کہ اے
بھائی خدا نے مردوں کو کمانے کے لیے بنایا
اور میں تو تمھیں کچھ نہیں کہتی۔ دنیا یہ کہے گی کہ
بھائی خود تو مال لوٹا کر بہنوں کے ٹکڑے توڑنے
لگا۔
بہن نے کہا کہ کچھ روپے دے دی یوں اور روپے
دے کر کہا کہ تجارت کا مال خرید لوں اور ایک
تاجر کے حوالے کر دوں اور خود بھی دمشق جاؤں
وہاں مال بیچ کر نفع کماؤں۔
پہلا درویش اپنا مال ایک سوداگر کے حوالے
کر کے خود بھی دمشق پہنچا اور بہن نے
اس کو خوب دعائیں دی۔

لکھنؤ کی رئیسانہ زندگی کی جھلک

یہ سبق پنڈت رتن ناتھ سرشار کا ہے۔ جو ان کے
ناول فسانۂ آزاد سے لیا گیا ہے۔ اس سبق میں لکھنؤ کے
ایک نواب کی عیش اور آرام کی زندگی کی جھلک
پیش کی گئی ہے۔ اپنے گھر کے باغ میں بیٹھے میں سوتے
عیش اور آرام کی باتیں کر رہے رنگین رنگ رلیاں
منا رہے چاروں طرف مسخرے اور ہانکو ایسے
ساتھی بیٹھے رہتے تھے سوائے مذاق کے کوئی بات
نہیں سوجھتی تھی ان کی ساتھیوں میں ایک افیمی خوجی بھی
بیٹھے ہوتے تھے جن سے دوسرے لوگ عجیب عجیب
قسم کے سوالات کرتے جاتے تھے۔ اور وہ عقیس
میں جواب دیتے تھے کسی ایک نے یہ سوال کیا کہ
آپ کے والد باورچی تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ باپ
دادا کون تھے اس کا ہمیں پتہ نہیں پھر تو ہمارا حال
جانتے ہیں۔ اس پر سب لوگوں نے زوردار مذاق بنایا
نواب صاحب نے کہا ارے خوجی تمہیں ابھی تک بولنا
کبھی نہیں آیا پھر تمہیں میں جانے کہا گیا بک گئے اتنے
میں ایک چوکیدار آیا حضور غضب ہوں گیا۔ بٹیر
سب اڑ گئے نواب صاحب گھبرا گئے بہت رنج اور
غم میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہائے
مسکین جھکڑ نے گھر آکر کہا کہ ہاں لیفٹے مسکین بھی اڑ
گئے نواب نے اپنے ساتھیوں کو لیفٹے مسکین کی
تلاش کرنے کے لیے بھیجا ایک نے کہا کہ حضور آپ
کہہ دیجئے کہ سمجھا بوجھا کر لاؤں وہ تو جانور ہیں
اس کو کیسے سمجھا کر لائیے نواب صاحب نے کہا
خاموش رہو تم سے زیادہ وہ سمجھدار ہیں۔ جو اپنے
ڈھونڈ کر لانے گا اسے ایک ہزار اشرفی دوں گا بٹیر
کو تلاش کرنے کے لیے سبھی آگے کی طرف بھاگے۔

بچپن سے کچھ لوگوں نے نواب صاحب کے پاس بیٹھ کر
بٹیر کی تعریف شروع کر دی کہ حضور وہ تو
عربی جانتا تھا۔ کسی نے کہا کہ اس کو قرآن شریف
کے کتنے سپارے یاد تھے۔ خوجی نے کہا کسی
میاں نے کسی نارنجی سی چیز پلائی تو نشہ بھی ہیں
چڑھا آنکھوں میں لال لال ڈورے بھی ابھر گئے نواب
صاحب تو بس روتے جا رہے تھے کہ کوئی بھی ہے جو
میرے صف شکن کو ڈھونڈ کر لائے میں اس کے بغیر زندہ
نہیں رہ سکتا۔ میاں آزاد نے کہا مجھے دو دن کا
موقع دیجیے اور ایک سانڈنی دیجیے اور ایک خط لکھ
دیجیے دو دن کے اندر اگر میں صف شکن کو لے کر حاضر نہ
ہوا تو آپ میری مونچھ منڈوا دیجیے نواب صاحب نے
آزاد کو ذمہ داری دے دیں اور آزاد نے اپنا کام
شروع کر دیا حالانکہ کچھ ساتھیوں نے نواب صاحب کو
بہکایا بھی کہ آپ نے کس کو کام دے دیا اور یہ ۲۰۰
۳۰۰ کی سانڈنی لے کر جائے گا اور واپس بھی نہ آئے
گا اور وہ سانڈنی ہوا سے باتیں کرنے والی تھی۔
اس کے آگے اونٹ گھوڑا گاڑی سب بیکار ہیں۔
تب نواب صاحب نے سب کو ڈانٹا کہ تم کو سانڈنی
کی فکر لگی ہے صف شکن پر سب کچھ قربان سب سے
زیادہ غم اس کے کھونے کا ہے۔
میرا ہی دل جانتا ہے کسی طرح پر چوٹ لگی ایک
ساتھی نے یہ عرض کر دیا کہ نواب صاحب آپ صبر
کیجیے صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
خوجی نے ایسے لقمہ دیا دونوں میں تکرار ہو گئی
نواب صاحب غصے ہو گئے کہ میری تو جان کی پڑی
ہے۔ اور تم لوگوں کو بحث کی پڑی ہے۔
تب ساتھی نے خوجی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
کہ حضور خوجی کو بات کاٹنے کی عادت ہے۔

★ مولانا الطاف حسین حالی ★

مسدس مدو جزر اسلام

۱ جنہوں نے کہ تعلیم ----- شرافت کے باطل

حالی نے اس نظم میں تعلیم کی قدر و قیمت بتلاتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جنھوں نے تعلیم کی قدر نہیں کی تعلیم حاصل نہیں کی ان پر بڑا سے پریشانیاں اور ذلت اور مصیبت آکر پڑی گی علم نہ ہونے سے بڑی سے سلطنتیں ختم ہو گئی ملک تباہ ہو گیا حکومتوں کا نظام تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے تباہ ہو گیا امیروں کے گھر میں نحوست چھانے لگی اور پھر حالی نے فرمایا کے کوئی بھی خاندان عزت کے قابل نہ رہا شرافت کے دعوے سب کے جھوٹے ثابت ہوئے

:

۲ نہ چلتے ہیں ----- کاریگروں کے

حالی فرماتے ہیں کے جہاں پر علم نہ ہو وہاں پر کاریگروں کے کام نہیں چلتے اور علم کی کمی کی وجہ سے پیشاوروں کے پیشے میں برکت نہیں رہتی سوداگروں کے کھیل بگڑنے لگ جاتے ہیں اسلئے حالی نے فرمایا کے اگر علم نہ ہوا تو اکثر گھروں کے دروازے بھی بند ہو جائے گے۔ ہم دیکھتے ہیں کے جو دن رات کماتے تھے وہ جہالت کی وجہ سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے تو علم کے بغیر تجارت بھی نہیں ہو سکتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

3 ہنر اور فن والے ---------- ان کے نافخر

حالی کہتے ہیں کہ علم و ہنر جو آج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور جو ہنر مند ہیں انکی تعداد بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور جو ادیب ہیں۔ یا فنزل کمال رکھنے والے ہیں وہ بھی گزرتے جا رہے ہیں۔ قصوں کے بیان صدیوں کی عشکا صرف نافر ہی باقی رہ گیا ہے۔ سب ہی کم ہو گئے ہیں۔ اور جو فلسفی ہیں یا منتظم و لٹریچر کے لکھنے والے ہیں۔ سب کے سب ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اہلِ علم و اہلِ قلم ان کا بھی نام و نشان مٹ رہا ہے۔ یہ سب تعلیم کی کمی ہونے سے ہی ہو رہا ہیں۔

6

4 اگر اک پلنے کو ---------- تاراج ہیں وہ

آگے حالی کہتے ہیں کہ حالات کی یہ حد ہے کی اپنے پلنے کے لیے ٹوپی بنانے کو کپڑا دنیا کے کسی دوسرے ملک سے منگواتے ہیں۔ اگر سلنے کے لئے سوئی چاہئے تو مشرق سے مغرب تک دوڑ لگاتے ہیں۔ ہر چیز کے لیے ہم دوسروں کے محتاج ہیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہم نہ کہ مشینیں بنا سکتے ہیں اور نہ کوئی کارخانہ
7 چلا سکتے ہیں ہم ہر کام کے لیے دوسروں کے محتاج ہیں یہاں تک کی کپڑا و سوئی کے لئے بھی ہم غیر ملک کی مدد لیتے ہیں۔

5 نہ پاس ان کے ---------- کا گھروں میں

Scanned by CamScanner

حالی کہتے ہیں کی جن کے پاس علم نہیں ہے وہ ہر چیز
دوسروں سے لینے کے محتاج ہیں مثلاً چاہے چادر تکیہ لو
بستر لے لو برتن نہ ہو یا زیور ہو تو یہ سب غیر
ملکی ہیں نا چاقو گھر کا ہیں۔ نہ کنگھی نہ صراحی
نہ ساغر کا گھر کا ہے۔ شمعدان جو مجلسوں میں قلم
جو دفتروں میں رکھی ہے۔ استعمال ہوتی ہیں سب غیر
ملکی ہیں۔ اور جو کچھ بھی سامان ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔
تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم غیر ملکی سامان
کو منگوا کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ حالی کہتے ہیں کی ہمارے لئے
یہ شرم کی بات ہے انہیں افسوس ہے کہ ہم غیر
ملکی سامان پر زیادہ بھروسا رکھتے ہیں۔

6 جو مغرب سے آئے ------- تجار وال سب
حالی کہتے ہیں کہ اگر مغرب سے مال آنا بند ہو جائے
تو ہندوستان میں سب پیسے والے لوگ جو کام جانتیں
و تاجروں (سوداگر) کا مال بکنے سے رہ جائے کیونکہ
جو لوگ جہالت کے اندھیرے میں غرق ہوتے ہیں۔ ان
کا سارا کام دوسروں کے سہارے کے سہارے و اُن
کے صدقہ و طفیل میں ہی اپنے کاروبار چلاتے ہیں۔
ورنہ انکے سارے کاروبار بند ہو جائے۔

7 یہ ہیں ترکِ تعلیم ------- بن اب خطر ہیں۔

حالی کہتے ہیں کہ تعلیم نہ سیکھنے کی وجہ سے ہمارا برا حال
ہیں۔ اسلئے کاش ہم اب بھی ہوشیار ہو جائیں اور
غفلت کی راہ کو چھوڑ کر تعلیم کی راہ پر چلیں
تا کہ ہم پھر آدم کے رتبے کو پالیں اور آنے والی

بلائیں و مصیبتیں ہمیں چھو بھی نہ پائیں۔ اب ہمیں علم
کے چراغ رکھ کر ہمیں زندگی بسر کرنی ہے۔ اب علم کے
فانوس ہمیں چراغ رکھ کر ہمیں زندگی بسر کرنی ہے۔
اب ہمیں علم کے چراغ کو بجھنے نہیں دینا ہے۔ بے علم
جاہل ہوتا ہے۔ اور جاہل کی کوئی عزت نہیں ہوتی
ہے۔

15

لیے فرد بخشی ـــــــ کے ہیں کٹتے جاتے 8

حالی کہتے ہیں کہ خدا ہمارا محافظ و نگہبان ہے اور خدا اپنے
کاموں کا رکھوالا ہے۔ اور اپنے بندوں کی ہر حالت پر
نظر رکھتا ہے۔ مطلب اسکی نظر ہر قوم پر ہے۔ جن
کو وہ قابل لائق سمجھتا ہے۔ ان کو حکومت طاقت
و بخشوں (تاج) دیتا ہے اور جن کو لائق نہیں سمجھتا
ہے ان کو کچھ نہیں دیتا ہے۔ وہ اچھی طرح سے واقف
ہے کہ کون کس کے لائق ہے۔ جو بے علم ہیں وہ
11 پیچھے سے کترتے جاتے ہیں۔ ان کا نام کسی بھی
فہرست میں نہیں رہتا ہے۔ اور دھیرے دھیرے
ختم ہو جاتا ہے۔

لیں اب علم و فن ــــــــ ملت کو تمام 9

حالی نصیحت کے انداز میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہیں کی
جو لوگ اب بھی علم سے محروم ہیں ان کو علم کی
تعلیم دینا ضروری ہے اسلئے علم و فن کو پھیلاؤں
تاکہ آگے آنے والی ہماری نسلیں اچھی ہوں اور

علم کی قدر دار ہوں غریبوں کو علم کی وجہ سے زیادہ
عمل (ملک) ہو اور دنیا میں ان کی عزت ہو جائے
کوئی تو دین کی کشتی کو تھام رہا ہیں۔ اور دنیا
کی عزت دونوں بلند مقام پر ہے۔

15 بنے قوم کمانے ـــــــــــ اپنی مدد وہ

یہاں پر حالی فرماتے ہیں کہ علم کی وجہ سے ہندوستانی
لوگ کمانے و کھانے کے لائق ہو جائیں گے اور ترقی کی
وجہ دنیا میں خود کمانے کے بھی لائق ہو جائیں گے لوگ
انہیں دیکھ کر علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کر لیں
اور جن لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بڑی بڑی محفلوں
میں وہ اٹھیں بیٹھیں کے قابل ہو جائیں گے اور انہیں آدمیت
و انسانیت کا خطاب مل جائے گا اور وہ اچھے برے کی
تمیز کرنے لگے گی یعنی وہ اپنی آپ کی مدد کرنے
لگ جائیں گے۔

11 کرو قدر ان کی ـــــــــــ سر پہ اپنے پرائے

آگے حالی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جن لوگوں میں
تم ہنر پاؤں ان کی عزت کرو اور دوسروں کو بھی ترقی
کی راہ پر چلنے کی رغبت دلاؤں جوش دلاؤں اور اگر
اہل و ہنر سلیں کہیں بڑائے تو یہ ایک ایسا کام ہو گا
جسے تم خشتر گھر کو گھر سے تعمیر کرنے میں ستون بن
جاؤں گے اور جس قوم کی تم خدمت کرو گے وہ تمہاری
سب سے زیادہ عزت کرے گا۔

12 کرو گے ایسے لوگوں ــــــــ وہ چند دے گی

حالی کہتے ہیں کہ اگر تم پڑھے لکھے لوگوں کی عزت کرو گے تو تمہارے بنیچ قدر دوستوں کی حمایت بن جاؤ گی و خیروں برکت ہونے لگے گی اور جتنا علم قدر کرو گے اتنی تمہیں زیادہ قدر و عزت ملے گی۔

13 ترقی کے یونان کے ــــــــ بڑا کوئی حالی

حالی کہتے ہیں کہ یہاں پر حالی یونان کا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ لوگوں نے علم سیکھنے و ہنر سیکھنے پر اپنی ساری توجہ لگا دی۔ لگاتار علم کے ذریعے اپنے ملک کو ترقی دینے میں یونان کے لوگ زور آزمائیں رہے اور وطن کی محبت میں یکسر (لگاتار) ترقی کی راہ پر جوٹے رہے کیونکہ ان کے مقاصد اور ارادے بہت بلند تھے۔ اور قوم کا کوئی بھی شخص ایسا نہیں تھا جو علم و ہنر کی قدر نہ کرتا ہو۔

14 سبب کچھ نہ تھا ــــــــ تھے وہ جو ہنرکار

حالی کہتے ہیں کہ یونان کی ترقی کا سبب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ لوگ علم و حکمت کے بانی تھے۔ اور ترقی کے لیے اور بڑی منزل پانے کے لئے وہ اپنی جان کو بھی نچھاور کرتے تھے جس کی وجہ سے انہیں بار بار زندگی ملتی تھی اور وطن انکی عزت کرتا تھا۔ اور زندگی ہی میں نہیں مرنے کے بعد بھی ان کی پوجا کی جاتی ہے۔

15 اسی گھر نے تھا ________ میں عظمت ہماری
حالی یونان کا ذکر کرتے ہوئے اب یہ کہتے ہیں کہ یونانیوں
کی لگن ہے۔ ایک چھوٹے سے جزیرے کو پوری دنیا
میں بہت بڑا رتبہ دلا دیا اور ان کی علموں ہنر کے
شوق نے یونان کو عقلی یونان کا درجہ دیا اور آج
یونان اپنی ترقی کی وجہ سے پوری دنیا میں روشن ہے
اور ان لوگوں کی کوشش اس امید پر تھی تا کہ یونانی
قوم میں ہمارا نام اونچا ہو۔

16 جنہیں ملک میں اپنی ________ کی غم گساری
آگے حالی کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو یہ چاہت ہو کی
اپنے ملک کا نام روشن کرے یا جنہیں سلطنت کی یا
حکومت کی چاہت ہو یا جنہیں اپنے گھر و خاندان کا نام
روشن کرنا ہو یا جنہیں دین و مذہب کی ذمے داری
سنبھالنی ہو ان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ اپنے قوم و ملک
کے درد کو اپنا درد سمجھیں۔

17 بہت دل میں ہیں نرم ________ ملتے ہیں جس پر
حالی کہتے ہیں کہ جو لوگ قوم کی حالت پر غور کرتے ہیں
اور قوم کے درد کو سمجھتے ہیں انہیں یہ پتہ ہے کی ہماری
قوم کی حالت خستہ ہے جس پر وہ آنسو بھی بہاتے
ہیں لیکن قوم کی سوہماز کیے لئے کم کرتے ہیں ہے۔ ان کے
دل اس بات سے جلتے بھی ہیں۔ کی ہماری قوم پیچھے ہے
لیکن رنج کی وجہ ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے
ہیں۔

ریاستوں کی جاگیرداروں ـــــــــ میں انجمن کے 18
اس میں حالی کہتے ہیں کہ ریاستوں کی اور جاگیرداروں کی
دولت و عالمیوں و دانشوروں کی قربانیوں بزرگوں و
مولوی سے وستی ڈھنگ سے خلاصہ کرتے اگر یہ سب
چیزیں مل جائے تو وطن بہت زیادہ ترقی کر جائے اور
ایک کامیاب محفل بن جائے۔

جماعت کی عزت ـــــــــ گلستان میں جس کی 19
حالی کا یہ فرمان ہے کہ اگر پوری جماعت کی عزت ہے
تو سب کی عزت ہے۔ اور جماعت کی ذلت ہے کیونکہ
نہ تو زمین ہے نہ رہے کی سلامتی جو کی ایک شخص کی
بزرگی ہو یا فسردار ہو یا ایک شخص کی حکومت ہو وہ
کی سلامتی ہوگی جس کی خبر گلستان میں ہری بھری ہے۔

ذخیرہ ہے جیسے ـــــــــ ایک کی لاکھوں پلے 20
اس میں حالی جانوروں کی مثال دیتے ہیں کی چیونٹیوں
کی فوج جس میں بہت زیادہ اتفاق ہوتا ہے کر اپنی جماعت
ہوتا ہیں۔ جس کی چیز ایک چیونٹا پا جاتا ہیں۔ کے پاس
لے جاتے ہیں۔ اور سب تو پکا کر لاتا ہے۔ اور ایک جگہ وہ
دکھاتا ہیں جہاں نہ کمائش کی چیزیں حاصل ہوتا ہے۔
اور اس طرح سے وہ اپنی کامیابی سب کو دکھاتا ہے۔ اس
سے ہمیں یہ سکھنا ہے کہ جانوروں میں کتنا اتفاق و
اتحاد رکھیوں نہ ہم ایک امیر و غریب کو فائدہ پہنچا دے
اس سے ملک میں ترقی ہی ہوگی۔

Scanned by CamScanner

21
جب ایک چیونٹا جس میں ـــــــ پاس آدمی کا
حالی کہتے ہیں کہ جب جانور اتنی عقل و سمجھ رکھتا ہے۔
انسان کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے کیونکہ جانور میں
دیکھنے سے کوئی سلاحیت نظر نہیں آتی لیکن کام کرنے کی
حکمت بہت بڑی ہے۔ اگر انسان بھی لوگوں کی ضرورت پوری
کرتا رہے اور اپنا مال و دولت غریبوں پر خرچ کرے تو
کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن نہ بڑی ہی بےشرمی کی بات
ہے کہ جانور کی ضرورت پوری ایک جانور بھی کر دیتا ہے۔
جب کسی ایک کو پتا چل جاتا ہے۔ لیکن انسان کی کسی کے اچھے
دن آتے ہیں پھر وہ کسی اور کی مدد نہیں کرتا۔

22
اس بند میں حالی فرماتے ہیں کہ جو مخلوق خدا کی سب سے
بہترین کہلاتی ہیں اور جو اپنے آپ کو دنیا میں سب کا
سردار مانتی ہو جو اپنے آپ کو فرشتوں سے بھی اپنے
آپ کو بڑھ کر سمجھتے ہو یہ ہیں بلکہ جو مخلوق
(انسان) اپنے آپ کو دنیا میں خدا کی نشانی مانتا ہوں
اس میں اتنی بھی مردومی نہ ہو یعنی بہادری نہ ہو
جتنی کے ایک چھوٹے سے کیڑے میں ہوتی ہیں۔ تو یہ
بڑے شرم کی بات ہے۔ کہ انسان اپنے بھائی کا
خیال نہ رکھ کر انسانوں کی مدد نہ کر کے و ہمدردی نہ
کر کے معمولی سی چیونٹی سے برا بن جاتے تو حالی نے
فرمایا کہ انسان کو چھوٹے سے کیڑے سے سبق حاصل کرنا
چاہیے کہ کس طرح سے ایک چھوٹا سا کیڑا ایک دوسرے
کی مدد کرتے ہیں۔